مطالعہ وتحقیق

مولانا انور جمال قاسمی

پردہ میں بے پردگی کا رجحان

برقعوں کی تراش وخراش، کانٹ چھانٹ کی ان گنت طرز وصورت گلیوں وسڑکوں پر نظر آتی ہے، ان میں بعض شروانی نما بدن سے چپکا ہوا جسم کے نشیب وفراز اور ہر حصہ عضو کی ساخت و بناوٹ نمایاں کیئے ہوئے ہوتا ہے، بعضوں کی آستینیں نیٹ کپڑوں سے بنے ہونے کی وجہ سے ان کی بانہیں جھلکتی ہوئی رہتی ہیں، آپ کو بعض بلاآستین کے صرف پشت وسینہ سے چپکے بالکل ننگی بانہوں و کھلے چہرے کی نظر آئیں گے اور اب اکیسویں صدی کے انٹرنیٹ، وکمپیوٹر سے ڈسی مسلمان عورتوں کو پردہ وحجاب کا بوجھ برداشت نہیں، انہیں چہرہ اور جسموں کو چھپانا قدامت پسندی وتنزلی کی علامت نظر آتی ہے، وہ بے دین بے لباس و برہنہ عورتوں کے شانہ سے شانہ ملانے کے جنون میں کھلے چہرہ کا برقع پہننے، پینٹ شرٹ، فل یا ہاف اسکاٹ اور ٹی شرٹ وغیرہ میں چھوٹی سی خوبصورت و پر کشش رومالیوں میں چہرے لپیٹنے کی بہ نام پردہ عام کررہی ہیں، اس طرح کے فیشنی پردے کے رواج کو دیہات و شہر کی عوام ہی نہیں شریف ومعزز گھر خاندان، دینی وضع دار کنبہ بھی بڑی سرعت سے قبول کررہا ہے، اس کی انتہا یہ ہے کہ مسلم دنیا کو مغرب کی مادی وصنعتی تہذیب کی یلغار نے مجبور و بے بس بنا دیا ہے، انہیں نہ مسلمان عورتوں کو مسلمان بنانے کی فکر ہے، نہ ان کی تہذیب و تادیب، کرنے کی انہیں فرصت ہے، آزادی نسواں کے علمبر دار آقاؤں کے سامنے سپر انداز ہوکر اپنی عورتوں ولڑکیوں کو آزاد چھوڑنے پر اتر آئے ہیں انہیں مسلمان عورت کا بے حجابانہ گلی کوچوں، پارکوں و ہوٹلوں، چوپاٹیوں و ساحلوں پر گھومنا بھلا معلوم ہوتا ہے، وہ نہ اس سے پیدا ہونے والی معاشرتی بیماریوں کی ہلاکت خیزیوں سے ڈرتے ہیں اور اب تو بہت سے ماڈرن دانشوروں نے اس کے جواز میں قرآن وحدیث کے دلائل و براہین بھی تلاش کرلیے ہیں، ان کے دلائل میں سے ایک قرون اولیٰ کی مومنات کا مسجدوں میں جانا، غزوات وجنگوں میں فوجوں وزخمیوں کی خدمات و تیمارداری کی غرض سے شریک جنگ ہونا اور حضرت امام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا جنگ جمل کی قیادت کرنے کو پیش کیا جاتا ہے۔

عورتوں کی نماز ان کے گھروں مسجدوں سے افضل ہے، جبکہ مسجد نبوی کی اپنی فضیلت ہے، اس میں نماز پڑھنے سے سینکڑوں گنا اجر وثواب کے اضافے کا نبوی وعدہ اور آپ ﷺ کی امامت میں نماز کی ادائیگی سے عنداللہ حاصل ہونے والے شرف وقبول کے آپ ﷺ نے عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ مسجدوں میں آکر نماز پڑھنے کی اگر آپ نے کسی درجے میں اجازت دی، تو وہ صرف آپ کی امامت

کے ساتھ خاص تھی، جو آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کبھی بھی حاصل ہونے والی نہیں تھی، اگر عورتوں کا مسجدوں میں نماز ادا کرنا لازمی درجے میں ہوتا، تو آپ ﷺ کی وفات بعد صحابہ کرام اپنی عورتوں و بیویوں کو مسجدوں میں جانے سے منع نہیں کرتے اور نہ حضرت عائشہؓ صحابہ کے اس عمل کی تائید میں فرماتیں کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ فساد زمانہ کی حالت دیکھتے تو عورتوں کا مسجدوں میں جانا بالکل بند ہو گیا تھا، اور اس پر ایک طرح سے صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے نزول حجاب سے قبل جنگوں میں عورتوں کی شرکت کو حجاب کے رد میں پیش کرنا بھی کم فہمی کی علامت ہوگی، چونکہ نزول حجاب سن ۵ ھ میں ہوا، اس سے قبل غزوات میں شریک ہونے والی عورتوں کے عمل سے احکام حجاب رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کی قیادت فوج کو بھی حجاب کے خلاف پیش کیا جانا، تاریخ و سیر سے ناواقفی کا اظہار ہے، حضرت صدیقہ کا جنگ جمل میں شریک ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس میں آپ کی قیادت کرنا بھی مسلم ہے، لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ انہوں نے بلا پردہ قیادت کی تھیں، وہ تو اونٹ کے ''ہودج'' میں ہوتی تھیں اور ہودج میں بھی اس طرح پردے میں ہوتیں کہ نزدیک سے بھی بہ غور دیکھنے سے ان کی شخصیت دیکھائی نہیں دیتی تھی۔

مذکورہ بالا بیانات، دلائل وشواہد سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ عورتوں کا گھروں سے بلا ضرورت شدیدہ بلا حجاب نکلنا حرام ہے، اگر مسلمان عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں، تو اللہ کے حکم کی نافرمانی، اس کی لعنت کی شکار اور بہت سے فتنے وفساد پیدا کرنے کا سبب بن رہی ہیں اور شاید اسی وجہ سے جس قدر کسی قوم وامت کی تباہی و بربادی چاہتی ہے، تو از خود اس قوم کی عورتیں اور لڑکیاں سڑکوں، گلیوں چوک وچوراہے کی زینت بننے لگتی ہیں، پھر اس نقطے سے قوم وامت کے زوال وانحطاط کا آغاز ہوتا ہے، ''انقلاب امم'' ایسی بہت سی قوموں وملکوں کے زوال وفنا کی تاریخ پیش کرتی ہے، جن کی بنیادی سبب ان کی عورتوں کی غیر محدود آزادی، بلا کسی خوف وخیال کے مردوں سے اتصال و اختلاط تھا "المرأة المعاصرة" کا مصنف رقمطراز ہے "ولذا تری الحضارة الیونانیة وامت زمنا طویلا واذ دهرت ما دامت المرأة محافظة علی ستر ها وحجابها، ثم انحطت وتدهورت تلك الحضارة العریقه بسبب اباحه الحریة المطلقه المرأة"۔

یونانی تہذیب وتمدن کی ترقی کی طویل ترین عمر اس کی عورتوں کا اپنے پردے وحجاب کی پابندی سے جڑی ہوئی تھی، لیکن جب وہاں کی صنف نسواں بے حجابی ومطلق آزادی اور بے قید مرد وزن اختلاط کے وبا کی شکار بنیں، تو پھر اس قدیم ترین اقبال مند تہذیب وتمدن کو ادبار وانحطاط کے وبا کی شکار بنیں، تو پھر اس قدیم ترین اقبال مند تہذیب وتمدن کو ادبار وانحطاط کی ایسی آنکھ لگی کہ آج تک نہ وہ اپنے سنہرے ماضی کی بازیافت میں کامیاب ہو سکی اور نہ موجودہ عالمی سطح پر جاری تہذیبی وتمدنی مسابقت کی فہرستوں میں اپنے نام درج کرا سکی ہے، روم جسکی قلم رو

میں نصف دنیا تھی، اس کا مذہبی وتہذیبی دبدبہ وشوکت نصف کرۂ ارض تھا، مگر جب رومی عورتوں ولڑکیوں میں بے حجابی و بے پردگی کی بلا پیدا ہوئی، سماج واخلاق کا خیال کئے بغیر مردوں سے بلا قید میل وجول ترقی کی بنیاد تصور کرنے لگیں، تو پھر اتنی بڑی عظیم رومی سلطنت کا حشر کیا ہوا، المرأۃ المعاصرۃ کا مصنف لکھتا ہے" لکن تسرب الیھم اللھو الترف، وجعلو یخرجون المرأ ۃ من بیوتھا و ھکذا اخذوا یدعونھا الی الحریۃ والا ستقلال الکامل والی العمل مع الرجال فی کل مجال، فلم تلبث تلک الدولۃ یعنی دولۃ الرومان حتیٰ جاء ھا الضراب وسقطت لا جل المرأۃ المکسوفۃ اللتی کانت تعمل مع الرجال فی مجال من مجالات الحیاۃ "لیکن رومیوں میں جب خوشحالی و فارغ البالی آئی تو ان میں بے مقصد لھو ولعب کھیل وتماشے پیدا ہوئے، انہوں نے پھر اپنی عورتوں کو گھروں سے نکالنا شروع کیا، اس طرح انہیں آزادی، کامل خودمختاری اور زندگی کے ہر میدان میں مردوں کیساتھ شریک عمل ہونے کی قانون پشت پناہی ملی، تو بلا تاخیر یہ عظیم شہنشاہیت کی دیکھتے دیکھتے خاکیں اڑنے لگیں، اور پھر وہ اس طرح مٹی کہ آج دنیا کے نقشے پر گمنام معمولی ملک کی حیثیت سے دیکھائی دیتا ہے۔

فساد معاشرہ وزوال ملک وملت میں عورتوں کی بے پردگی و بے قید آزادی اور مردوں سے بلا کسی روک ٹوک کا اختلاط تاریخ انسانی کے ہر دور میں مہلک رہے، خود آزادی نسواں کا علم بردار مگراب کی برہنہ سینہ وعریاں ساق عورتوں کا مردوں سے بے پردہ ہم آغوشی وبغل گیری نے مغربی معاشرہ میں ایسی معاشرتی وغیر اخلاقی مہلک بیماریوں کوجنم دیا ہے، جس نے اس کے ہر ہوش مند انسان کوخوف زدہ ومتنفر بنا دیا ہے، اور ہر اس تعلیم یافتہ سنجیدہ ملک وقوم اور تہذیب و معاشرہ کی فکر رکھنے والے اسامیوں کے قلب و ذہن کوجھنجھوڑ دیا ہے، جواب عورتوں کے حوالے سے مغرب کی سوچ وموقف پر سخت تنقید وانگشت نمائی کرنے لگے ہیں۔

مشرقی دنیا کے مسلم معاشرہ میں بے پردگی و نیم برہنہ ہونے کا رجحان بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے، لڑکیاں وعورتیں اپنے حسن و جمال، جسم واعضاء زیادہ سے زیادہ کھلا رکھنے کی مختلف تدابیر اختیار کررہی ہیں، ان کے اندر پینٹ یا جینس پینٹ، اسکرٹ، کھلی بانہیں و پنڈلی والی ٹی شرٹ خوب مقبول ہورہے ہیں، کھلی بانہیں، چہرہ والے برقع کی خریداری زیادہ ہوتی ہیں، انہیں جدید طرز کے فیشنی نیم برہنہ لباسوں میں ملبوس بوٹے دار و مالیوں سے نصف چہرہ چھپائے ہر چوک وچوراہے پر شاپنگ کرتی دیکھا جا سکتا ہے، اگراسی کا نام پردہ وحجاب ہے تو اسلام کا ایسے پردوں سے نہ کوئی تعلق ہے، نہ اس طرح پردوں کا ثبوت وعمل قرآن وحدیث اور امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ ثقافتی روایات میں ملتا ہے، یہ سب مغربی معاشرہ وتہذیب کے وہ اثرات ہیں، جن سے آج دیہات وشہر کے ہر مسلم لڑکے ولڑکیاں اپنے گھروں میں، ٹی، وی، انٹرنیٹ اور موبائیلوں سے چوبیس گھنٹے متاثر ہورہی ہیں، یہودی، انگلش اور یورپی چینلوں سے ترسیل ہونے والی برہنہ فلموں وکرداروں، ہیجان خیز جنسی معاملات دیکھ کراس کی تقلید وپیروی میں اپنے لباس شرم وحیا اتار کرلباس جسم وتن پھینکنے پر آرہی ہیں اوران سے وہ تمام جنسی بیماریاں،

امراض خبیثہ جنم لے رہے ہیں، جن سے کوئی سماج و معاشرہ کہیں بھی صالح و تندرست نہیں رہ سکتا ہے، انہیں معاشرتی بیماریوں نے مغربی دنیا کو اخلاقی و تہذیبی طور پر ایسا دیوانہ بنادیا ہے کہ وہاں کے کسی بھی باوقار معتبر کرسی پر بیٹھے فرد کے نسب کا یقین سے پتہ لگانا مشکل ترین امر بنا ہوا ہے، اس کے برعکس مسلم معاشرہ اسلامی تعلیم و پردۂ شرعی کی مضبوط حصار کے سبب سے آزادی نسواں و بے حجابی کے تیز و تند طوفانوں کے باوصف اب بھی بہت حد تک محفوظ ہے، ہاں اب ان کی نوجوان نسلوں خصوصاً لڑکیوں میں بے پردگی و جسم ننگا کرنے کے بڑھتے ہوئے شوق سے اس کا مستقبل تہذیبی بگاڑ کے انتہائی خطرناک موڑ پر آچکا ہے، اگر مسلمان اپنی لڑکیوں و عورتوں میں بڑھتی ہوئی بے قید آزادی و بے پردگی و جسم ننگا کرنے کے بڑھتے ہوئے شوق سے اس کا مستقبل تہذیبی بگاڑ کے انتہائی خطرناک موڑ پر آچکا ہے، اگر مسلمان اپنی لڑکیوں و عورتوں میں بڑھتی ہوئی بے قید آزادی و بے پردگی کے فتنوں کو معمولی تصور کیا اور اس کی طرف سے ان میں پھیلی ہوئی غفلت کے وہ شکار رہے، تو ان کا عائلی اصول و دستور، حسب و نسب، خون و شرافت، تہذیب و تمدن کی تباہی یقینی ہے، اس لیے اگر وہ اپنی نسلوں کو صحیح النسب، اخلاق و اعلیٰ اقدار کا پیکر دیکھنا چاہتے ہیں، جس پر امت مسلمہ کی ہمہ جہتی ترقی و تشخص موقوف ہے، تو ہر گھر کا ذمہ دار والدین، تعلیمی و ثقافتی مسلم لڑکیوں و عورتوں کو پردۂ شرعی کے فوائد کی جانکاری دیں، اسلامی معاشرہ کی ترقی و صالحیت مسلم طبقہ نسواں کی صحیح دینی تعلیم و تربیت، تخلیق تہذیب اور ان کے پردہ حجاب میں پوشیدہ ہے، چونکہ جب کسی قسم کی صنف نسواں بے حجاب و بیرون خانہ ہو جاتی ہیں، تو ان کی نسل و معاشرہ کی ہلاکت تاریخی قدرتی اٹل قانون ہے۔

(مُورمُون چرچ اور ایک سے زائد شادیوں کا عمل)

(بقیہ صفحہ ۴۸ سے)

میری رجبلی، کرسٹین اور روبن کے ہمراہ اس پروگرام میں ایک سے زائد شادی کو ایک اچھا مثبت اور خوب صورت طرز عمل قرار دیتے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اب اس بات پر گفتگو کا آغاز ہوگیا ہے کہ ایک اچھا مثالی اور اخلاق سے لبریز معاشرہ قائم کرنے کے لئے اخلاقی اقدار پر پابند رہنا ازحد ضروری ہے۔

اور اخلاقی اقدار سے لبریز معاشرے میں، قبل از شادی تعلقات، جوابازی، شراب نوشی، ننگ پن کے مظاہرے، ہم جنس پرستی اور اس کا قانونی جواز وغیرہ وغیرہ ان تمام سے مکمل اجتناب انتہائی ضروری ہے۔

باقی رہا شادی کے حوالے سے یک زوجگی اور کثیر زوجگی کا رواج دنیا بھر کی تہذیبوں اور معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ نکاح ایک انفرادی تمدنی ضرورت ہے، جسے تمام معاشروں نے تسلیم کیا ہے، لیکن قرآن وسنت نے اس پہلو کے علاوہ اسے اخلاقی اور دینی ضرورت بھی قرار دیا ہے۔ اور اس کے قیام پر بہت شدت سے عمل کرایا ہے اور قرآن مجید نے تو نکاح کو سنت انبیاء قرار دیا ہے۔